نامکمل

اطہر فاروقی

نامکمل

نامکمل

اطہر فاروقی

انجمن ترقی اردو (ہند)، نئی دہلی

سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقی اردو (ہند) ۱۵۹۷

© اطہر فاروقی

اشاعت	:	۲۰۱۰ء
قیمت	:	=/۲۲۰ روپے
بہ اہتمام	:	اختر زماں
کمپوزنگ اور ڈیزائن سرورق	:	محمد ساجد
طباعت	:	جید پریس، دہلی۔

NAMUKAMMAL

By : Athar Faruqi

Price : 220.00

2010

ISBN : 81-7160-155-3

Anjuman Taraqqi Urdu (Hind)

Urdu Ghar : 212, Rouse Avenue, New Delhi-110002

Contact : 23237210, 23236299, Fax : 23239547

E-mail : urduadabndli@bol.net.in, anjuman.urdughar@gmail.com

انتساب

حسن عبداللہ اور جاوید رحمانی
کے نام

متاعِ آخرِ شب ہیں بچے کھچے تارے
بساطِ چرخ پڑی ہے لٹی دکاں کی طرح

(حفیظ میرٹھی)

فہرست

حرفے چند	9
لذید بود حکایت دراز تر گفتم	11
ہندستان کے انگریزی نظامِ تعلیم میں اردو نصاب کا مسئلہ	53
'بابر کی اولاد' کا دیباچہ	63
معاصر ہندستان میں اردو دانش ور: ایں چہ بوالعجبیت	75
ہندو پاکستان میں معاصر اردو زبان و ادب اور مسلم اساس پرستی	79
ڈاکٹر عبدالجلیل فریدی — شمالی ہند میں شقاوت پسند اور ظلمت پرست اردو سیاست کا گم شدہ باب	107
...جیسے بنیے کی کتاب!	117
اردو کے آئینی تحفظات: ایک معروضی جائزہ	129
دہلی میں اردو قانون اور اس کا نفاذ	151
ہندستان میں معاصر اردو صحافت — ایک تجزیاتی مطالعہ	155
ہندستان میں اردو تعلیم کا موجودہ منظر نامہ	177
ہندستان میں اردو تعلیم: پانچ صوبوں کا مطالعہ	211

اردو ذریعۂ تعلیم کی حمایت میں 229
ہندستان میں اردو تعلیم: کیا یہ کوئی معما ہے؟ 233
ہندستان میں اردو تحریک 239
فروغِ اردو یا درگورِ اردو 247
ہندستان میں اردو کا مخدوش مستقبل اور مسلمان 251
اردو ادب پر فارسی کے اثرات 261
جہانِ غالب کے سلسلے کی ایک کم یاب مثنوی 269
'غالب تنقید' کی تنقید پر ایک نظر 279
ہندستان میں زبانوں کی سیاست اور اردو، ہندی زبان و ادب 293
سکندر آباد کی ادبی روایتوں کے گمشدہ سلسلوں کی بازیافت (1,2) 311

OOO

حرفِ چند

2005 میں خیال آیا کہ اپنی منتشر تحریروں کو یکجا کیا جائے۔ ممکن ہو تو انھیں کتابی شکل میں شائع کرنے کی بھی صورت نکالی جائے۔ اول اول خیال یہ تھا کہ ایک مجموعۂ مضامین اور ایک انٹرویوز کا مجموعہ شائع کر دیا جائے۔ مجھے اس سے پہلے — جانے کیوں — کبھی یہ خیال ہی نہ آیا تھا کہ ان تحریروں کو کبھی یکجا کر کے شائع بھی کیا جا سکتا ہے یوں انھیں سنبھال کر نہ رکھا۔ ڈھونڈے ڈھانڈے سے انٹرویوز کا ایک مجموعہ تو بن گیا مگر اس میں بھی متعدد ایسے انٹرویز یا تو شامل نہ ہو سکے یا عجیب وغریب صورت میں شائع ہوئے جو اگر ٹھیک سے چھپ جاتے تو قارئین انھیں پسند کرتے۔ میرے پاس انٹرویوز کے متون کی جو اشاعت موجود تھی اسی پر اکتفا کیا۔ کتاب چھپ بھی گئی، دو چار مہینے میں ختم بھی ہو گئی مگر مجموعۂ مضامین تیار نہ ہوا۔ ہوتا بھی کیسے چند غیر مطبوعہ تحریروں کے سوا کچھ ہے ہی نہیں میرے پاس۔ اور غیر مطبوعہ تحریریں بھی وہ جن پر کبھی نظرِ ثانی ہی نہ ہوئی۔ اب پھر خیال آیا کہ مجموعہ شائع کر دیا جائے تو دو چار وہ شائع شدہ مضامین ادھر ادھر سے ڈھونڈ کر نکالے جن میں کبھی اول اول عشق کے شدت محسوس ہوتی تھی۔ یہ مجموعۂ مضامین چھپ جائے تو یہ ارمان نہ رہے گا کہ اپنے مضامین کا مجموعہ نہ چھپا۔

2005 کے بعد کی چند تحریریں البتہ اس لیے محفوظ رہ گئیں کہ مضامین کا مجموعہ شائع کرنے

کا خیال آچکا تھا۔ یہ عجز نہیں حقیقت ہے کہ اہلِ قلم ہونے کے لیے جو طبیعت درکار ہوتی ہے وہ میرے پاس نہیں۔ مزاج میں ناقابلِ بیان عدم اعتدال ہے۔ زندگی دل کے خوش کرنے کی۔۔ رومانوی۔۔ حد تک غیر مرتب ہے۔ افسوس مگر اب کسی چیز کا نہیں۔ چیزیں زیاں کے احساس سے کہیں دور نکل گئی ہیں۔

قارئین کی ان باتوں میں کیا دل چسپی ہو اور کیوں ہو؟ یہ چند سطری بھی اس لیے لکھ دیں کہ جن کی ان مضامین میں کچھ دل چسپی ہو، ان کی طبیعت زیادہ نہ الجھے۔

اطہر فاروقی

OOO

لذید بود حکایت دراز تر گفتم

بات کچھ زیادہ پرانی نہیں ہے۔ 1992 یا 1993 میں قطر کی ایک ادبی تنظیم کی دعوت پر میں نے اپنا مختصر تعارف لکھا جو دو تین صفحات کو محیط تھا۔ اسے علمی کوائف یا ادبی روزنامچے کے بجائے حقیقتِ حال کا بیان کہنا مناسب ہوگا۔ علمیت بگھارنی ہوتو اردو ادب کے علماء کی تحریروں کی طرح اسے ذہنی سفر کی روداد بھی کہا جاسکتا تھا مگر وہ بس قلم برداشتہ لکھے گئے دو تین صفحات تھے جن پر میں نے یوں ہی ''آنم کہ من دانم'' کا عنوان لگا دیا۔ یہ مضمون چوں کہ اردو نقادوں کی علمی یا ادبی روایت کے مطابق نہ تھا، یوں مجھے کبھی اس کی اشاعت کا خیال نہ آیا اور پکی سیاہی اس کا مقدر نہ بن سکی۔

بعد میں اسے کبھی میں نے رالف رسل کو بھیج دیا۔ میری ان تمام تحریروں میں جنھیں رسل نے پڑھا ہے غالباً یہ واحد تحریر تھی جسے انھوں نے نہ صرف یہ کہ بغیر کسی سخت تنقید کے پسند کیا بلکہ کئی بار تقاضا کیا کہ میں اس مضمون کو بالتفصیل مکمل کروں۔

رسل اپنے میدان کے قابلِ ذکر اہلِ قلم ہیں۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ علم کی دنیا میں شہرت کی بنیاد علمی کام کی اہمیت اور عالم کے کمٹ منٹ سے زیادہ اس امر پر منحصر ہوتی ہے کہ وہ کس ادارے سے وابستہ ہے، اپنی دنیا میں خود کتنا طاقت ور ہے اور ادارے کی قدر و منزلت کیا ہے؟ خود انگلستان میں انگریزی شاعروں اور تخلیق کاروں کی عظمت کا پیمانہ ایک عرصے تک یہ رہا کہ مرنے کے بعد انھیں ویسٹ منسٹر ایبے (Abbey) میں دفن کیا گیا یا نہیں۔ ذاتی طور پر رالف رسل کے کام، زندگی میں ان کی راست گوئی اور کمیونسٹ نظریات کے لیے ان کے کمٹ منٹ کا میں قائل ہوں مگر میرا خیال یہ ہے کہ برطانوی شہریت اور لندن یونیورسٹی سے طویل